۹ ۲ ربیع الآخر، ۱۴۴۴ھ / ۵ ۲ نومبر، 2022ء

کھیلوں کے بارے میں

اسلامی تعلیمات

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ o الَّذِیۡنَ ھُمۡ فِیۡ صَلَاتِہِمۡ خٰشِعُوۡنَ o وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ o [المؤمنون 23:1-3]

جن چیزوں کے ذریعے انسان کی ذہنی اور جسمانی نشو و نما ہوتی ہے اُن میں سے ایک "بافائدہ کھیل" بھی ہے۔ اگرچہ وقت کے ساتھ ساتھ کھیل بدلتے رہتے ہیں، اُن کا انداز ترقی پاتا رہتا ہے، مگر ہر دَور میں اور ہر طبقے کے افراد میں کھیل کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہوتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بامقصد کھیلوں کی حوصلہ افزائی فرمائی، صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے درمیان مقابلے کروائے، بلکہ بعض اوقات شوق دلانے کے لیے خود بھی اُن میں شریک ہوئے۔

موجودہ دَور میں کھیلوں کو معاشرے کا ایک اہم جز سمجھا جانے لگا ہے... مختلف کھیلوں کے لیے باقاعدہ طور پر اِدارے قائم ہیں... سرکاری سرپرستی میں کھیلوں کو فروغ دیا جاتا ہے اور امریکہ کے علاوہ تقریباً تمام ممالک میں کھیل، کود کے لیے وزارتیں اور مستقل محکمے قائم ہیں، جن کے لیے حکومتیں سالانہ اربوں ڈالر صرف کرتی ہیں... اخبارات میں کھیل کے لیے صفحات مختص ہوتے ہیں اور ٹی وی چینلز پر خصوصی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں... جب کوئی ورلڈ کپ یا خصوصی مقابلہ ہو تو تقریباً پوری قوم کی توجہ میچ کی طرف ہو جاتی ہے... چند روز قبل ٹی ٹونٹی ورلڈ کپ کے فائنل کے موقع پر پاکستانی عوام کے ساتھ ساتھ حکومت نے بھی غیر معمولی دل چسپی دکھائی تھی... اِس وقت فٹ بال کا بائیسواں ورلڈ کپ قطر کے شہر دَوحہ میں جاری ہے، ایک میچ میں سعودی عرب کی ٹیم نے جیت حاصل کی تو "بادشاہوں" کی طرف سے 23 نومبر بروز بدھ کو پورے سعودیہ کے تمام شعبہ جات میں چھٹی کا اِعلان کر دیا گیا... اِس صورتِ حال کا نتیجہ ہے کہ بہت سے افراد کھیل کو زندگی کا بڑا مقصد سمجھنے لگتے ہیں، کھلاڑیوں ہی کو اپنا آئیڈیل بنا لیتے ہیں اور اِسی کام میں لگے رہتے ہیں۔

ظاہر ہے کہ مسلمان کی زندگی کا کوئی بھی کام اسلامی اُصولوں سے بالاتر نہیں۔ ربّ تعالیٰ کی عبادت ہو یا لوگوں کے ساتھ معاملہ، ملکی و قومی دِفاع کا مسئلہ ہو یا قانون کے نفاذ کا، حکومت کے لیے جوڑ توڑ ہو یا کھیل کا میدان... سچا مسلمان ہر کام میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوبِ مکرم ﷺ کے احکام کو بھی پیشِ نظر رکھتا ہے اور دینی تقاضوں کو بھی۔

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ نے اخبار دیکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: مُلکی حالات سے باخبر رہنا سنتِ صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللہِ علیہم أجمعین ہے اور مَیں اِسی سنت کی پیروی کے لیے اخبار دیکھ لیا کرتا ہوں۔ (فوز المقال، ج:4، ص:257)

چنانچہ بحیثیتِ مسلمان ہمیں جاننا چاہیے کہ اسلام کھیلوں کے بارے میں کیا تعلیمات عطا کرتا ہے؟ کون سے کھیل، کن شرائط کے ساتھ جائز ہیں؟ اور کن کھیلوں سے دینِ متین نے منع فرمایا ہے؟ چنانچہ آج کے خطبہ میں اِسی حوالے سے کچھ باتوں کا ذکر ہو گا۔

بامقصد کھیلوں کی حوصلہ افزائی

اگر اچھی نیت سے بافائدہ کھیل کھیلا جائے اور وہ شرعی شرائط کے مطابق ہو تو نہ صرف جائز ہے، بلکہ باعثِ ثواب بھی ہے۔

جائز کھیل: سیدنا عُقبہ بن عامر جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهِ وَالْمُمِدَّ بِهِ۔ یعنی "(اسلامی جہاد میں استعمال ہونے والے) ایک تیر (Arrow) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین افراد کو جنت عطا فرمائے گا: 1) جس نے بھلائی اور ثواب کی نیت سے اُسے بنایا۔ 2) جس نے ثواب کے لیے چلایا۔ 3) اور جس نے ثواب کے لیے اُسے چلانے میں تعاون کیا۔

اِسی حدیث پاک میں یہ ارشاد بھی فرمایا: «وَكُلُّ مَا يَلْهُوْ بِهِ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ وَتَأْدِيْبَهُ فَرَسَهُ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَأَتَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ۔[1]» یعنی "مسلمان کا ہر کھیل باطل ہے، سوائے تین کے: 1) اپنی کمان سے تیر چلائے۔ 2) اپنے گھوڑے کو سکھائے۔ 3) اپنی بیوی کے ساتھ کھیلے... یہ تینوں کھیل برحق ہیں (لہو نہیں، بلکہ اِن پر ثواب عطا ہوتا ہے)۔"

(سنن ابن ماجہ، حدیث: 2811، جامع ترمذی، حدیث: 1637)

رسول اللہ ﷺ نے اِس حدیثِ پاک میں کھیلوں کا تذکرہ کرنے سے پہلے جہاد میں استعمال ہونے والے تیر کی فضیلت بیان فرمائی، اِس میں یہ بھی تربیت ہے کہ مسلمان کو ہمیشہ اسلام کی سربلندی کے لیے فکر مند اور کوشاں رہنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ کھیل کود میں اُسے جہاد بھول ہی جائے... پھر یہ بھی سمجھنے کی بات ہے رسول اللہ ﷺ نے سب کھیلوں کو باطل اور فضول قرار دیا، مگر تین کھیلوں کی اِجازت دی،[2] اِن تین میں کیا خاص بات ہے؟ محدثین نے لکھا کہ یہ تینوں کھیل بامقصد ہیں... تیر اندازی اور گھڑ سواری کے ذریعے جہاد کی تیاری مقصود ہے اور بیوی کے ساتھ کھیل سے جائز طریقے کے ساتھ فطری تقاضا پورا کرنا اور گناہ سے بچنا وغیرہ مقصود ہے۔

معلوم ہوا کہ جس مباح کھیل کے ذریعے علمی ترقی ہو یا جسمانی فائدہ ہو، اگر اُسے اچھی نیت سے کھیلا جائے تو وہ نہ صرف جائز ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ اُس پر ثواب بھی عطا فرماتا ہے۔[3]

---

[1] قَوْلُهُ: (فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ) أَيْ: هُوَ فِيمَا هُوَ مَأْجُوْرٌ. (كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجة للسندي)

[2] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جانِ عالم ﷺ نے فرمایا: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِي نَصْلٍ أَوْ خُفٍّ أَوْ حَافِرٍ» یعنی "انعامی مسابقہ صرف تین چیزوں میں ہوسکتا ہے: تیر اندازی، اونٹ دوڑ اور گھڑ دوڑ۔" (جامع ترمذی، حدیث: 1700)

[3] وَفِي مَعْنَاهَا كُلُّ مَا يُعِينُ عَلَى الْحَقِّ مِنَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ إِذَا كَانَ مِنَ الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ، كَالْمُسَابَقَةِ بِالرِّجْلِ وَالْخَيْلِ وَالْإِبِلِ، وَالتَّمْشِيَةِ لِلتَّنَزُّهِ عَلَى قَصْدِ تَقْوِيَةِ الْبَدَنِ، وَتَطْرِيَةِ الدِّمَاغِ. (مرقاة المفاتيح)

بے مثال مسابقہ: سیدنا سَلَمہ بن اَکْوَع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قبیلہ ”اسلم“ کے کچھ افراد کے پاس سے گزرے، وہ ٹیمیں بنا کر تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے، سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُنھیں شوق دلاتے ہوئے فرمایا: «اِرْمُوْا بَنِیْ إِسْمَاعِیلَ! فَإِنَّ أَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا۔» ”اولادِ اسماعیل! تیر چلاتے رہو، تمہارے جدِّ امجد حضرت اسماعیل بہت ماہر تیر انداز تھے۔“ مزید فرمایا: اِرْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ۔ یعنی ”تیر چلاؤ، مَیں فلاں ٹیم کے ساتھ ہوں (تمہارے مقابلہ میں شریک ہوں)۔“ راوی فرماتے ہیں کہ زبانِ اقدس سے جوں ہی یہ کلمات ادا ہوئے دوسری ٹیم نے تیر چلانا چھوڑ دیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا: ”کیا بات ہے، تیر کیوں نہیں چلاتے؟“ اُنھوں نے عرض کی: ہم کیسے تیر چلائیں، جب کہ آپ دوسری ٹیم کے ساتھ ہیں (ایمان اور محبت کا تقاضا ہے کہ آپ جس کے ساتھ ہوں، اُس سے مقابلہ کرنا بھی نہیں چاہیے اور ہو بھی نہیں سکتا[1]) فرمایا: «اِرْمُوْا فَأَنَا مَعَکُمْ کُلِّکُمْ[2]۔» یعنی ”تیر چلاؤ، مَیں (دلی طور پر) تم سب کے ساتھ ہوں۔“ (صحیح بخاری، حدیث:2899)

اِس حدیثِ مبارک میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اخلاقِ عالیہ کی جھلک بھی ہے، صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے بے مثال ادب کا ذکر بھی ہے اور موضوع کی مناسبت سے یہ بات بھی کہ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے نہ صرف بامقصد مسابقہ کی حوصلہ افزائی فرمائی، بلکہ خود بھی اُس میں شریک ہو کر جذبۂ جہاد سے سرشار مجاہدین کے جذبات کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔

بے فائدہ کھیلوں کی حوصلہ شکنی

اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کا ”وقت“ نہایت قیمتی چیز ہے۔ ”وقت“ ایسی قیمتی اور بیش بہا دولت ہے جو صرف ایک بار ملتی ہے اور ضائع ہو جائے تو نقصان کا اِزالہ اور تلافی ممکن نہیں... دوسری نعمتیں ضائع ہو جائیں تو دوبارہ بھی مل سکتی ہیں، بیماری کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ صحت عطا کر دیتا ہے، غربت واِفلاس کے بعد پھر سے مال میسر ہو جاتا ہے، لیکن جو گھڑیاں گزر جاتی ہیں ساری دنیا کے اسباب جمع ہو کر بھی ان کو واپس نہیں لا سکتے... تجارتی زبان میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ ”وقت“ اصل سرمایہ ہے جسے صحیح استعمال کر کے انسان دینی اور دنیاوی کامیابی حاصل کرتا ہے، لیکن اگر اصل سرمایہ ہی ضائع ہو جائے تو نفع حاصل ہونا ناممکن ہے؛ لہٰذا کھیل ہو یا کچھ اور... جس کام کا فائدہ نہیں اُس کی اِجازت بھی نہیں۔ متعدد آیاتِ کریمہ اور احادیثِ نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بے فائدہ کام نہ تو ربّ تعالیٰ کو پسند ہیں، نہ ہی اُس کے محبوبِ مکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُنھیں درست قرار دیتے ہیں۔

---

[1] فی روایۃ: وَقَالُوْا: مَنْ کُنْتَ مَعَہٗ فَأَنّٰی یُغْلَبُ؟ (الترغیب والترھیب، ج:2، ص:179، دار الکتب العلمیۃ)

[2] الْمُرَادُ مِنْہُ معیۃ الْقَصْدِ إِلَی الْخَیْرِ وَإِصْلَاحِ النِّیَّۃِ والتدرب فِیہِ لِلْقِتَالِ۔ (عمدۃ القاری، ج:14، ص:182، دار احیاء التراث العربی)

وقت کے قدر دان: ہمارے بزرگوں نے وقت کی ایسی قدر کی کہ اُن کی باتیں سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ دنیائے اسلام کے پہلے قاضی القضاۃ (Chief Justice) امام ابو یوسف یعقوب علیہ الرحمہ کے شاگرد ابراہیم بن جراح کہتے ہیں: مَیں امام ابو یوسف کی مرضِ وفات میں اُن کی بیمار پُرسی کے لیے حاضر ہوا، آپ بے ہوشی کی کیفیت میں تھے، کچھ اِفاقہ ہوا تو مجھے فرمانے لگے: یَا إِبْرَاهِيْمُ! أَيُّهُمَا أَفْضَلُ لِلْحَاجِّ فِيْ رَمْيِ الْجِمَارِ، أَنْ يَّرْمِيَهَا رَاجِلًا أَوْ رَاكِبًا؟ ابراہیم! حاجی کے لیے شیطان کو پیدل کنکریاں مارنا افضل ہے یا سوار ہو کر؟ میں نے عرض کیا کہ بیماری کی اِس کیفیت میں بھی آپ شرعی مسائل کے بارے میں گفتگو فرمارہے ہیں! کچھ آرام کر لیں۔ فرمایا: لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، نَدْرُسُ فَيَنْجُوْ بِهٖ نَاجٍ۔ یعنی کوئی بات نہیں! ہم ایک شرعی مسئلہ کا تکرار کر لیتے ہیں، کسی کے کام آجائے گا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: پیدل کنکریاں مارنا افضل ہے۔ فرمایا: جواب غلط ہے۔ میں نے عرض کیا: سوار ہو کر افضل ہے۔ فرمایا: یہ بھی غلط ہے۔ میں نے عرض کی کہ پھر آپ ہی اِرشاد فرما دیجیے، اللہ آپ سے راضی ہو۔ فرمایا: مَا كَانَ مِنْهَا يُوْقَفُ عِنْدَهٗ فَالْأَفْضَلُ أَنْ يَّرْمِيَهٗ رَاجِلًا، وَمَا كَانَ مِنْهَا لَا يُوْقَفُ عِنْدَهٗ فَالْأَفْضَلُ أَنْ يَّرْمِيَهٗ رَاكِبًا۔ یعنی جہاں ٹھہرنا ہو وہاں پیدل کنکریاں مارنا افضل ہے، جہاں نہیں ٹھہرنا وہاں سوار ہو کر افضل ہے۔[1] ابراہیم کہتے ہیں: عیادت کے بعد میں واپسی کے لیے نکلا، ابھی دروازے تک نہیں پہنچا تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ (اختلاف العلماء للطحاوی، ج:2، ص:159، دار البشائر، أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ص:101)

کامیاب لوگ: اٹھارہویں پارے کے آغاز میں باری تعالیٰ نے اُن لوگوں کے اوصاف بیان فرمائے، جنھیں دُنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہو گی۔ فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ o الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ o وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ... "یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے، جو اپنی نمازوں میں خُشوع و خُضوع کرتے (عاجزی کرتے اور گڑگڑاتے) ہیں اور جو کسی بے ہودہ (فضول) بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔۔۔" [المؤمنون 23:1-3]

معلوم ہوا کہ دُنیا و آخرت میں کامیابی پانے والوں کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ بے فائدہ کاموں میں وقت ضائع نہیں کرتے۔

بے مقصد کھیل کی مذمت: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو کھیلنے کے لیے کسی کبوتری کے پیچھے لگا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً۔ "شیطان شیطانہ کے پیچھے لگا ہوا ہے۔"

(سنن ابی داود، حدیث:4940، سنن ابن ماجہ، حدیث:3765)

اُس شخص کو شیطان اِس لیے فرمایا کہ وہ ایک بے مقصد کام میں مصروف ہو کر غفلت میں مبتلا تھا اور کبوتری کو شیطانہ اِس لیے فرمایا کہ وہ اِس غفلت کا سبب تھا۔

---

[1] بہارِ شریعت میں ہے: رَمی پیدل بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی، مگر افضل یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے جمروں پر پیدل رَمی کرے اور تیسرے کی سواری پر۔ (ج:6، ص:1147)

جائز اور ناجائز کھیل

قرآن وسنت کی روشنی میں کوئی بھی کھیل تب جائز ہوگا جب اُس میں تین باتیں پائی جائیں:

1) اُس کھیل میں کوئی ذہنی یا جسمانی فائدہ ہو۔ جیسے ذہنی صلاحیت بڑھانے والی گیمز یا جسمانی ورزش والے کھیل... لہٰذا جو کھیل بے فائدہ ہے اُس کی اِجازت نہیں، جیسے: کبوتر بازی، بٹیر بازی۔

2) فائدہ حاصل کرنے کے لیے ہی وہ کھیل کھیلا جائے... بعض اوقات کھیل تو بافائدہ ہوتا ہے، مگر کھیلنے والا وہ فائدہ حاصل نہیں کرنا چاہتا، مثلاً وہ صرف اس لیے کھیلتا ہے کہ آج چھٹی ہے اور وقت پاس کرنا ہے۔

3) اُس کھیل میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے شریعت نے منع کیا ہے؛ لہٰذا کوئی شرعی خرابی ہو تو کھیل ناجائز ہوگا، جیسے:

I. کھلاڑیوں کا لباس شریعت کے مطابق نہ ہو... مَرد کے لیے ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک چھپانا فرض ہے،[1] اِسی طرح خواتین کے لیے غیر محرموں کے سامنے پورا جسم چھپانا لازم ہے، اگر لباس کا لحاظ نہ ہو تو کھیل بھی ناجائز ہوگا۔

II. کھیل بے حیائی پر مشتمل ہو... جیسے کھیل میں بے ہودہ مزاح (Comedy) ہو، یا مَردوں اور خواتین کا اختلاط ہو۔

III. کھیل میں مصروفیت کی وجہ سے ضروری کام رہ جائیں... مثلاً خدانخواستہ نماز قضا ہوجائے یا جماعت چھوٹ جائے یا والدین کی خدمت میں کوتاہی ہو یا علم حاصل کرنے کا فریضہ ترک ہوجائے۔

IV. کھیل میں جُوا لگایا جائے... یعنی دو طرفہ شرط ہو کہ ہارنے والا جیتنے والے کو اتنا مال یا کوئی چیز دے گا۔[2]

V. کسی انسان یا جانور کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا مالی نقصان کا خدشہ ہو... جیسے: پرندوں کو لڑانا، ٹکر بازی اور گاڑیوں کی ریس۔

VI. کھیل میں مال ضائع کیا جائے... ہماری حالت یہ ہے کہ بنیادی ضروریات پوری نہیں ہورہیں مگر میچ جاری ہیں، قومی منصوبے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے لٹکے ہوئے ہیں، مگر کھیلوں اور کھلاڑیوں پر کروڑوں، بلکہ اربوں روپے خرچ ہورہے ہیں۔ قرآنِ مجید نے فضول خرچی کو شیطانی کام قرار دیتے ہوئے حرام فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ جب اِن خرابیوں میں سے کوئی بھی پائی جائے تو وہ کھیل آخرت میں بھی نقصان دہ ہوگا اور دُنیا میں بھی اُس کے نتائج تباہ کن ہوں گے، چنانچہ کوئی بھی عقل مند شخص ایسے کھیل کو اچھا نہیں قرار دے سکتا۔

---

[1] ایک موقع پر بے توجہی میں سیدنا جَرہَد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ران سے کپڑا ہٹ گیا، قریب سے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا گزر ہوا تو آپ نے فرمایا: غَطِّ فَخِذَكَ فَإِنَّهَا مِنَ الْعَوْرَةِ۔ "اپنی ران چھپاؤ؛ بلاشبہ یہ بھی سَتر سے ہے (اِسے چھپانا بھی لازم ہے)۔ (جامع ترمذی، حدیث: 2798)

[2] اگر کھیل میں انتظامیہ یا کسی ایسے شخص / پارٹی کی طرف سے انعام رکھا گیا ہو جو کھیل میں شریک نہیں تو جائز ہے، اِسی طرح یک طرفہ انعام کی شرط ہو تو بھی جائز ہے۔

فیفا(FIFA)ورلڈ کپ اور اسلامی اقدار

اِس وقت مغربی ایشا کے ایک چھوٹے سے اسلامی ملک ”قطــر“ کے دار الحکومت دوحہ میں فٹ بال کی عالمی تنظیم ”فیفا“[1] کے زیرِ اہتمام فٹ بال کا بائیسواں ورلڈ کپ جاری ہے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ یہ ٹورنامنٹ تاریخ کا سب سے مہنگا ٹورنامنٹ ہے، قطــر بارہ سال سے اِس کی تیاری کر رہا تھا اور اِس کے اخراجات تقریبا 220 ارب ڈالر ہیں۔

ورلڈ کپ کے میچز شروع ہو چکے ہیں... اِن عالمی مقابلوں میں شرعی شرائط کا لحاظ کس حد تک کیا گیا ہے؟ یہ ایک الگ معاملہ ہے... ایک قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ قطری حکومت نے عالمی دباؤ کے باوجود اِس موقع پر اسلامی اقدار کا تحفظ کیا ہے، مثلاً:

- ورلڈ کپ کا افتتاح ”غانم المفتاح“ نامی نوجوان نے تلاوتِ قرآنِ مجید سے کیا، یہ نوجوان خود معذور ہے اور اپنی تنظیم کے تحت دنیا بھر کے معذور افراد کو مفت وہیل چیئرز فراہم کرتا ہے۔
- اسٹیڈیم میں وضو اور نماز کے لیے انتظام کیا گیا ہے، بلکہ ایک میچ کے دوران نماز کا وقت ہوا تو میچ روک دیا گیا اور گراؤنڈ میں باجماعت نماز ادا کی گئی۔[2]
- اسٹیڈیم کی قریبی تمام مساجد کو سجایا گیا ہے اور اذانوں کے لیے نہایت خوب صورت آواز والے مؤذنین مقرر کیے گئے ہیں۔
- مختلف ممالک کے مذہبی اسکالرز کو بلوایا گیا ہے؛ تاکہ وہ شرکا کو اسلام کی تبلیغ کریں۔
- ملک کے اہم مقامات کو رسمی سجاوٹ کے ساتھ ساتھ قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ کے مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ مزین کیا گیا ہے؛ تاکہ سیاحت کے لیے آنے والے اسلامی تعلیمات بھی حاصل کریں۔
- مقابلوں کے اسٹیڈیم میں شراب کی فروخت پر مکمل پابندی ہے۔
- میچ دیکھنے کے لیے آنے والی خواتین کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ یورپی طرز پر نیم برہنہ حالت میں نہ آئیں، لباس پہن کر آئیں۔[3]
- جرمنی کی قومی ٹیم جس طیارے پر قطر پہنچی اُس پر ہم جنس پرستوں کا لوگو تھا، قطر نے اُس جہاز کو قبول کرنے سے اِنکار کر دیا، چنانچہ وہ جہاز واپس گیا اور ٹیم دوسرے طیارے میں سوار ہو کر آئی تو اُسے لینڈ کرنے کی اِجازت ملی۔[4]

قطر کے اِن اقدامات پر عــالمی سطح پہ تنقیــد ہوئی، بائیکاٹ کی باتیں بھی ہوئیں، بالخصوص یورپی میڈیا اور شہری سیخ پا ہیں...

---

[1] Fédération Internationale de Football Association

[2] دیکھیے: /https://www.jasarat.com/2022/11/21/fifa-world-cup-ceremony-stopped-for-maz-video-goes-viral

[3] دیکھیے: https://hamariweb.com/articles/156611

[4] دیکھیے: https://twitter.com/football_ll55/status/1593636373864628224?s=20&t=VCgI_IaMsyOC3ISGasXwdQ

مگر یہ بات قابلِ تعریف ہے کہ قطــر نے جرأت کے ساتھ جواب دیا: ہم ورلڈ کپ کے 28 دن کے لیے اپنا مذہب اور اپنی روایات نہیں بدل سکتے۔[1] ایک قطری نے یورپ کو جواب دیتے ہوئے ٹویٹ کیا: مغرب کو سمجھ آجانی چاہیے کہ دُنیا میں صرف اُن کی ہی تہذیب نہیں، دوسری تہذیبیں بھی ہیں اور یورپ کو دوسری تہذیبوں کا بھی احترام کرنا چاہیے۔[2]

لمحۂ فکریہ: ہمارے اُوپر مسلط حکمــران اور نہام نہاد دانشور قوم کے جوانوں کو یہ فکر دیتے ہیں کہ دُنیا کے ساتھ نہ چلے تو ترقی نہیں کر سکیں گے، معیشت بیٹھ جائے گی، مورال گر جائے گا، یہ تاثر پھیلے گا ہم دقیانوسی سوچ والے لوگ ہیں... مگر قطــر کے جرأت مندانہ اِقدامات سے واضح ہوتا ہے کہ ترقی کے لیے یورپین کلچر اپنانا اور اپنی روایات کو چھوڑنا ضروری نہیں۔ قطر دُنیا کے امیر ترین ممالک سے ہے، کیا اسلامی تہذیب اختیار کرنے کی وجہ سے اُس کی معیشت بیٹھ گئی ہے؟ ہر گز نہیں۔

جو قوم فکری طور پر غلام بن جائے... دوسروں سے مرعوب ہو کر خود کو کم تر اور دوسروں کو برتر سمجھنے لگے... ذہنی طور پر یہ قبول کرلے کہ دوسروں کی بولی، اُن کا لباس، اُن کا کلچر ہم سے اچھا ہے... ایسی فکری غلام قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ اِس کے برعکس اگر قوم غیرت مند اور بہادر ہو... اُسے اپنی اَقدار، اپنی روایات اور اپنے کلچر پر فخــر ہو تو پوری دُنیا جمع ہو کر بھی اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ قطر کے خلاف عالمی سطح پر تنقید ہوئی، کمپین ہوئی، مگر یورپ والے قطــر کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا:

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں[3]

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

فکری غلاموں کی حالت بتاتے ہوئے اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا:

اَزْ غُلامے لَذّتِ ایمان مَجو
گرچہ باشَدْ حافظِ قُرآں مَجو[4]

---

[1] دیکھیے: https://twitter.com/Football__Tweet/status/1514216728229781504?s=20&t=SOVjAVksFtNYFruLHW3ssg

[2] دیکھیے: https://twitter.com/ChristinaPushaw/status/1594863821436379140?s=20&t=nJqzHUfNT3JcRJwLeqZ8AQ

[3] شمشیر: تلوار۔ یعنی جب کوئی قوم ذہنی طور پر غلام ہو تو نہ اسلحہ کام آتا ہے، نہ تدبیریں اور منصوبہ بندیاں کام آتی ہیں، البتہ ذوقِ یقیں پیدا ہو جائے تو زنجیریں کٹ جاتی ہیں اور منزل کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔

[4] فکری غلام کے بارے میں یہ اُمید نہ رکھنا کہ اُسے ایمان کی چاشنی نصیب ہوگی، وہ حافظِ قرآن ہو تب بھی ایمان کی مٹھاس نہیں پاسکتا۔

حرفِ آخر

بچے کو معلوم نہیں ہوتا کہ "وقت" کتنی قیمتی چیز ہے، چنانچہ وہ ہر وقت کھیل کود میں مصروف رہنا چاہتا ہے... تاہم اگر کھیل کی وجہ سے اُس کی پڑھائی یا دوسرے ضروری کام متاثر ہوں تو اُس کا والد / سرپرست روکے گا، سمجھائے گا، ضرورت پڑے تو سختی بھی کرے گا... بچے کو اپنی کم عقلی کی وجہ سے غصہ آئے گا، کہے گا: "مجھے کھیلنے بھی نہیں دیتے"، وہ مختلف حیلے بہانے کر، نظریں چُرا کر کھیلنے لگے گا... اگر وہ سمجھ جائے اور بڑوں کی بات مان لے تو اس کا فائدہ ہے... اور نہ سمجھے تو اُسی کا نقصان ہے۔

ہماری حالت بھی اِس ناسمجھ بچے کی طرح ہے... ہمیں اپنے وقت کی قدر معلوم نہیں، کھیلوں میں خوش رہتے ہیں... جب کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ ہمارے ماں باپ سے بھی زیادہ مہربان و شفیق ہیں... وہ ہمیں احساس دلاتے ہیں کہ تمہارا وقت بہت قیمتی ہے، بے فائدہ کاموں، بے مقصد کھیلوں میں ضائع کر دوگے تو تمہارا نقصان ہے.... وہ فرماتے ہیں: «مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللهَ فِيهِ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ[1] إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ.» یعنی "لوگ کہیں بیٹھیں، مگر اِس نشست میں نہ ربّ تعالیٰ کا ذکر کریں، نہ ہی اپنے نبی کریم پر دُرود و سلام بھیجیں (پورا وقت فضول باتوں اور کاموں میں گزادیں) تو یہ نشست اُن کے لیے نقصان و حسرت کا باعث ہوگی، اللہ تعالیٰ چاہے تو اُنھیں عذاب دے اور چاہے تو اُنھیں بخش دے۔

(جامع ترمذی، حدیث:3380)

اب اگر ہم اپنے مشفق و مہربان آقا کریم ﷺ کا حکم مان جائیں اور وقت کی قدر کریں تو دُنیا و آخرت میں ہمارا فائدہ ہے... لیکن حیلے بہانے کرتے رہیں، کہ ترقی کیسے ہوگی؟ ساری دُنیا یہی کچھ کر رہی ہے! تو اپنا ہی نقصان کریں گے۔

قدر دان وقت کی ایسی قدر کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کو کسی والیٔ ریاست نے پیغام بھیجا: حضور! کبھی احسان کرتے ہوئے میرے پاس تشریف لائیں یا مجھے حاضر ہونے کی اِجازت دیں۔ آپ نے جواباً فرمایا: میرے پاس اللہ تعالیٰ کا عنایت فرمایا ہوا وقت اُسی کی اِطاعت کے لیے ہے، مَیں آپ کی آؤ بھگت کا وقت کہاں سے لاؤں؟

(ماہنامہ النظامیہ، امام احمد رضا نمبر، دسمبر 2018ء، ص:139، ناشر: مجلس علماء نظامیہ پاکستان[2])

---

[1] ولم يصلوا على نبيهم) أي مع السلام عليه. (دليل الفالحين)

[2] پڑھنے یا ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1p_Ai_J3aXU4QBVo4QBd0puMme4Z5sDpQ/view?usp=sharing

اسلام تفریح، مہذّب خوش مزاجی اور بافائدہ کھیلوں سے منع نہیں کرتا... خوش اخلاقی، چُستی اور دشمن کے خلاف تیاری اسلامی نقطۂ نظر سے بہت اہم اُمور ہیں... اگر کھیل میں کوئی ذہنی یا جسمانی فائدہ ہو، اُسی فائدہ کے لیے کھیل کھیلا جائے اور اُس میں کوئی شرعی خرابی بھی نہ ہو تو نہ صرف وہ جائز ہے، بلکہ اچھی نیت پر ثواب بھی ملتا ہے... تاہم بے فائدہ کاموں، فضول باتوں اور بے مقصد کھیلوں کو نہ تو اسلام جائز قرار دیتا ہے اور نہ ہی کوئی عقل مند اِنھیں اچھا سمجھتا ہے۔

وقت کے صحیح استعمال کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر کام منصوبہ بندی کے ساتھ کرنے کی عادت بنائیں، اپنے معاملات کا شیڈول / نظام الاوقات تیار کریں، اہم کاموں کو ترجیح دیں... نماز، علمِ دین، تلاوتِ قرآنِ مجید اور والدین کی خدمت، یہ سب ایسے ضروری کام ہیں جو شیڈول / نظام الاوقات میں سرِ فہرست ہونے چاہییں۔ اگر وقت کی قدر نہ کی جائے تو انسان بہت سے ضروری کام نہیں کر پاتا اور بے مقصد کاموں میں مصروف رہتا ہے۔

کسی شاعر نے بہت خوب صورت فکر دیتے ہوئے کہا:

غافل! تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردُوں نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

اللہ تعالیٰ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے میں اُمّت کو دینی تقاضے سمجھنے اور اُنھیں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے اور اسلامی تہذیب و ثقافت کو دل و جان سے اپنانے کی توفیق سے نوازے۔ ربّ تعالیٰ فقرِ بوذر اور زورِ حیدر کے صدقے میں پاکستان کے نئے آرمی چیف سمیت تمام مسلم حکمرانوں کو دینی غیرت عطا کرے۔ مالکِ کریم تمام پریشان حال مسلمانوں کو خوشیاں عطا فرمائے، مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم